بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

آل انڈیا ملی کنونشن

آل انڈیا ملی کنونشن جس کا غلغلہ چند مہینوں سے برپا تھا - بڑے اہتمام وانتظام سے ۳ و ۴ اکتوبر کو آزاد بھون نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں پورے ملک کی مسلمانوں کی تمام قابل ذکر تنظیمات اور اداروں کے کم وبیش تین سو مندوبین نے شرکت کی ان میں مسلمانوں کے زعماد اکابر، یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر اور پروفیسر علمار و ارباب مدارس اور قومی و ملی کارکن جس کثرت اور جوش وخروش سے شریک ہوئے اس کے اعتبار سے بمبئی میں آل انڈیا دینی تعلیمی کنونشن اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا کنونشن کے بعد مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر اور اداروں کے اداروں کا یہ سب سے بڑا مشترکہ اجتماع تھا - مندوبین کے قیام وطعام اور جلسہ گاہ کا انتظام یہ سب اعلیٰ قسم کے تھے - ۳ اکتوبر کو ۹½ بجے صبح قرآن مجید کی تلاوت اور کنوینر کی مختصر تعارفی تقریر سے کنونشن کا آغاز ہوا - مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے خطبۂ افتتاحیہ اور راقم الحروف نے خطبۂ صدارت پڑھا - اس کے بعد بعض مندوبین نے تقریریں کیں اور ایک بجے کے قریب یہ جلسہ ختم ہوگیا - تجاویز مرتب کرنے کے لئے چار سب کمیٹیاں بنی تھیں انھوں نے ۳½ بجے دوپہر کے بعد سے اپنا کام شروع کردیا جو دوسرے دن ظہر کے وقت تک چلتا رہا - کمیٹیوں نے بڑی محنت اور توجہ اور بہت کچھ غور وفکر اور بحث وتمحیص کے بعد یہ تجاویز مرتب کی تھیں - ان میں بعض تجاویز کا روئے سخن حکومت کی طرف تھا اور بعض میں خطاب خود مسلمانوں سے کیا گیا تھا - ان تجاویز کو عملی پائیدار اور موثر شکل دینے کے لئے کنونشن

یہ تجویز کیا کہ اس مقصد کے لئے الگ ایک آل انڈیا جنرل کونسل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پہلے سے جو آل انڈیا مجلس مشاورت موجود ہے، یہ کام اوس سے ہی لیا جائے اور اگر ضرورت ہو تو کنونشن کی وسعت اور اوس کی ہمہ گیری کے پیش نظر مجلس مشاورت کی مجلس عاملہ اور کنونشن کے داعی حضرات کی ایک مشترکہ میٹنگ بلائی جائے جس میں مجلس مشاورت کی از سرِ نو تنظیم و تشکیل پر غور و خوض کیا جائے۔ اور اگر اس سلسلہ میں ضروری ہو تو مجلس کے دستور پر نظر ثانی کرکے اوس میں رد و بدل یا ترمیم و تنسیخ کی جائے۔ ۹ اکتوبر کو ۳ دوپہر سے کنونشن کا عام اجلاس پھر شروع ہوا جو رات گئے تک نمازوں اور عصرانہ کے وقفوں کے ساتھ جاری رہکر کنونشن کے آخری اجلاس کی حیثیت سے دعا پر ختم ہوگیا، اس اجلاس میں تمام مرتبہ تجاویز پیش ہوئیں، اون پر نرم اور گرم بحثیں خوب خوب اور جوش و خروش سے ہوئیں اور آخر کار یہ سب منظور ہو گئیں۔ اس کنونشن کو ناکامیاب نہیں کہا جا سکتا۔ اب ملتِ اسلامیہ دیکھے گی کہ ان تجاویز کو عملی شکل دینے کے لئے مجلس مشاورت کیا کرتی ہے اور اس راہ میں اس کی پیشقدمی اور فعالیت کی رفتار کیا رہتی ہے۔

راقم الحروف دونوں دن صبح سے شام تک جلسہ گاہ میں جہاں سب کمیٹیوں کی الگ الگ میٹنگس ہو رہی تھیں یا مندوبین کی قیام گاہ میں رہا۔ سب کمیٹیوں کی کارروائیاں دیکھنے کے علاوہ مقصد یہ تھا کہ مختلف حضرات سے ملاقات کرکے اون کے افکار و خیالات اور جذبات و احساسات سے واقفیت بہم پہونچاؤں۔ نہایت افسوس اور دکھ ہے کہ اس سلسلہ میں جو کچھ میں نے محسوس کیا وہ یہ ہے کہ اگرچہ کنونشن میں سب کا اجتماع ہوگیا ہے لیکن بعض افراد و اشخاص کا ذہن و دماغ جماعتی عصبیت کے مرض کا شکار رہیں اور ایک دوسرے پر نکتہ چینی بلکہ تنقیص و مذمت میں انھیں لطف آتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کو ایک جماعت سے سخت شکایت تھی کہ اس نے آر۔ایس ایس سے دوستانہ کرکے اسلامی غیرت و خودداری کو سخت مجروح کیا اور اپنے فاشزم کا راز فاش کیا ہے بعض لوگوں کو ایک جماعت پر اس لئے غصہ تھا کہ یہ جماعت کانگریس کی حاشیہ بردار ہمیشہ

رہی ہے، امرجنسی کے زمانہ میں سلمانوں پر جو ظلم ہوئے یہ جماعت ادن کو پی گئی اور الیکشن میں ادس نے اندھا دھند کانگرس کی حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے - ایک جماعت پر اعتراض یہ تھا کہ وہ فرقہ وارانہ سیاست کی حامل ہے - ایک جماعت کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ اوس کا کوئی مسلک ہی نہیں ہے، کانگرس گورنمنٹ تھی تو اوس سے ساز باز کرلی - اب جنتا گورنمنٹ ہے تو اوس سے یارانہ کرلیا جماعتوں کے علاوہ چند اصحاب کو کنونشن کے بعض داعی حضرات پر بھی ذاتی اور شخصی طور پر سخت اعتراض تھا اور انھوں نے ادن کے خلاف "دشمن اسلام" اور "غدار ملت" جیسے الفاظ استعمال کئے" نجی گفتگوؤں میں میں نے جو کچھ سنا تھا اوس کا مظاہرہ کنونشن کے دونوں دنوں کے جلسوں میں بھی ہوا - اسٹیج پر جو تقریریں ہوئیں اون میں تفکر، تدبر، سنجیدگی، فکر و نظر کا حصہ کم جذباتیت، خود نمائی اور جوش و خروش کا حصہ زیادہ تھا۔ مندوبین میں سے متعدد حضرات نے اسی طرح تقریریں کیں کہ گویا وہ کب سے کسی جماعت یا جماعتوں اور ان کے سربراہوں کے خلاف بھرے بیٹھے تھے، کنونشن نے اون کو دل کی بھڑاس، اور جی کا بخار نکالنے کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کردیا۔

یہ صورت حال نہایت خطرناک اور تشویش انگیز ہے جب تک یہ قائم ہے ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا ان دوستوں کو سمجھنا چاہیئے کہ جب مختلف مکاتب فکر کے حضرات کسی مشترک مقصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں تو ان میں اشتراک عمل اور تعاون اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب ماضی میں کسی جماعت یا کسی شخص کے کردار سے اگر اختلاف ہے تو اسے اس وقت فراموش کردیا جائے - اختلافی امور کو نظر انداز کرکے اشتراک باہمی کے جو داعی اور محرکات ہیں صرف انھیں کو پیش نظر رکھا جائے. گلہ، شکوہ شکایت اور طنز و تعریض کا راستہ چھوڑ کر وسعت قلب، رواداری اور مسامحت کا طریقہ اختیار کیا جائے گفتگو میں لب و لہجہ شائستہ اور مہذب ہونا چاہیئے اور اسی طرح دوسروں پر بھی اعتماد کرکے اور آزادی رائے کا حق تسلیم کرکے مابہ الاشتراک امور کو ہی پیش نظر رکھا جائے۔ مسلمانوں میں جب تک فکر و نظر کی یہ تبدیلی اور جماعتی رواداری اور مسامحت کا یہ جذبہ